"ولیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاتا" جیسے مناسب ہو۔ اس کا انتظام کیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے۔ تو آپنے جماعت مہاجرین کو تاکید کی تھی کہ وہ انصار کی امداد فرماکر ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس میں ایک یہ بھی حکمت تھی۔ کہ آپ نے دیکھ لیا تہا۔ کہ اگر جماعت انصار پر مہاجرین کی تواضع اور مہانداری کا بوجھ پڑا رہیگا۔ تو آخر یہ کب تک نبہے گا۔ پس ہمارے خیال میں یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبوں پر ہر ایک ممبر جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ دوراندیشی سے کام لے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس موقعہ پر بھی بہت سے احمدی احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ارشاد کی تعمیل پر عمل جاہا تہا۔ لیکن لاہور کے بعض احمدی ممبروں کی وسعت حوصلگی اور کشادہ دلی نے سر دست اسکی ضرورت کو محسوس نکیا۔ علاوہ ان رہائشی مکانوں کے جوکہ مہمانوں کے لئے طیار کئے گئے تھے۔ ہر ایک ذی مقدرت احمدی بھائی کا مکان لاہور میں مہاجرین کے آرام دہی کے لئے وقف تھا۔ جو جہاں زیادہ آسائش دیکھتا۔ وہ وہاں آرام کر سکتا تہا۔

لاہور کی پبلک ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پندرہ روزہ قیام میں پبلک لاہور کا سلوک احمدی جماعت اور اسکے لیڈر حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا کچھ رہا۔ اس کا بھی ذکر بیان کیا جاوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر چونکہ لاہور میں پھیل گئی تھی اسلئے جب سے اپنے قدم یہاں رکہا۔ اس وقت سے لیکر آپکی روانگی تک عام طور پر ہر وقت جم غفیر مکان کے نیچے اور مقابل نظر آتا تہا۔ اول اول تو پبلک کا یہی خیال تھا۔ کہ یہ ایک قسم کی دوکانداری ہے۔ لیکن ہر روزہ واقعات اور مشاہدات نے آخر بعضوں کو رائے بدلنی کی نوبت دی۔ اور خود ہمنے اپنے کانوں لوگوں کو یہ کہتے سنا۔ کہ اس کا نام دوکانداری ہرگز نہیں۔ اس لمبے قیام کا یہ اثر ہوا۔ کہ لکچر دئے جانے سے پیشتر پبلک میں دو قسم کے گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ تو شقاوت ازلی کے باعث کسی قسم کا تغیر اپنی رائے میں نہ کر سکا۔ اور وہ اُسے آخر تک دہوکہ کی ٹٹی ہی خیال کرتا رہا۔ ایک گروہ نے حرکت کی۔ اور وہ سب وشتم سے خود باز آیا۔ اور لوگوں کو بھی نصیحت کرنے لگا۔ کہ کسی حال میں ان لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اور نہ بدگوئی کرنی چاہیئے۔ اور ایک گروہ وہ تھا جس نے اُن سے بڑھ کر معرفت میں حصہ لیا۔ اور اُسکے ایک حصہ نے تو مسیح کو قبول کیا۔ اور دوسرا قبولیت کے لئے پورے طور پر آمادہ ہوگیا۔

کوئی گلی اور کوئی کوچہ اور کوئی بازار لاہور کا ایسا نہ رہا۔ جہاں حضرت مرزا صاحب کا چرچا نہ ہو۔ صبح سے شام تک خاص وعام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے تشریف لاتے۔ اور اکثر حصہ ان کا اس لئے بادل ناکام واپس جاتا۔ کہ حضور طبیعت کی ناسازی یا عدیم الفرصتی کے باعث انکی آرزو کو پورا نہ کر سکتے۔ ایسے ہی عورتوں کے غول درغول اپکی زیارت کیلئے آتے رہے۔ لیکن اس رحمۃ للعلمین وجود نے آخرکار لوگوں کے شیشہ دل کو سنگ ناکامی سے چور ہوتا دیکھکر دو تین دفعہ پبلک میں ظہور فرمایا۔ جس سے اکثر حصہ کی شکایت عدم زیارت رفع ہوگئی۔

عام پبلک کے علاوہ بعض فقرا بھی آتے۔ اور رکھڑے ہوکر نعرے لگاتے۔ ایک ان میں سے سبز پوش صاحب جوکہ ریشمی کرتہ یا چوغہ زیب تن کئے ہوئے اور ایک مخمل کی ٹوپی جس پر گوٹہ کناری سے کلمہ شریف اور کچھ اور عبارتیں لکھی ہوئی تھیں۔ سر پر دھرے ہوئے تشریف لائے اور ملاقات کی ....

.... خواہش ظاہر کی۔ حضور کیخدمت میں پونہچ کر اوسنے سوال کیا۔ کہ عاشق ہو یا معشوق۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہم نے سب کچھ کتابوں میں لکھدیا۔ وہاں دیکھ لو۔ اس پر اس نے سوال کیا۔ کہ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے۔ کیا وہ سب سچ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس پر اس نے درخواست کی۔ کہ اُسے تحریر فرما دیجئے۔ آپنے لکھا۔ کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا۔ ہم لکھ دیوینگے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد جب وہ سائیں صاحب ۲۸ تاریخ کو تشریف لائے۔ تو آپ نے یہ عبارت لکھ کر اور اپنی مہر ثبت کرکے انکے حوالے کی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر جو جہوٹھوں پر لعنت کرتا ہے۔ یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے دعوے کیا ہے۔ یا جو کچھ اپنے دعوے کی تائید میں لکہا ہے۔ یا جو میں نے الہام الہی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ وہ سب صحیح ہے سچ ہے۔ اور درست ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد ۲ ۴"

اسی طرح ایک فقیر برقعہ پوش تھے۔ جوکہ تھے تو مرد اور اپنے آپ کو جناب خواجہ فرید صاحب مرحوم چاچڑان والے کے مرید کہتے تھے۔ لیکن سر سے پاؤں تک نیلے کپڑے کا برقعہ اوڑھے رہتے تھے۔ رات کو بھی اُسے نہ اتارتے تھے۔ اس بدعت کو دیکھکر ہر ایک شخص اُونسے سوال کرتا کہ خلاف طریق نبوی تم نے یہ کیوں کیا۔ لوگوں سے تنگ آکر انہوں نے حکیم نورالدین صاحب سے شکایت کی۔ آپ نے لوگوں کو منع کیا۔ لیکن عوام الناس کب رکتے۔ یہ کہتے تھے۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے بہاولپور سے آیا ہوں۔ لیکن دو دن تک جب ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ تو گھبرا گئے اور عدم استقلال دکہلا کر چلے گئے۔ پولیس بھی ان کو مشتبہ الحال جان کر نگرانی کرنے لگی تھی۔ شاید اس لئے بھی دل برداشتہ ہوگئے۔ (واللہ عالم بالصواب)

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس واقعہ کو بھی بیان کرتے ہیں۔ جوکہ ۲۷ اگست کو شام کے وقت بعض شریر اور مفسد طبائع سے وقوع میں آیا۔ کل جماعت نماز مغرب میں مصروف تھی۔ کہ چند بدمعاشوں نے موقعہ پاکر اور دروازہ کو دربان سے خالی دیکھکر اوپر چڑہ جانے کی کوشش کی۔ ابھی وہ زینہ پر ہی تھے۔ کہ بعض جان نثاروں کو خبر ہوگئی اور انھوں نے آکر روکا۔ اور مقتضائے وقت کے لحاظ سے جو بن پڑا وہ ہوا۔ آخر مناسب سمجہا گیا۔ کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی جاوے۔ جس پر دو پولیس مین سرکاری طور پر روانہ کئے گئے۔ جو ہر وقت موجود رہتے اور مجمع کو منتشر کرتے رہتے تھے۔

دوسرے دن ایک افسر..... پولیس کا ادہر سے گذر ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ یہاں کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرۃ مسیح موعود تشریف لائے ہیں۔ یہ نام سنکر آپنے ملاقات کی خواہش کی۔ اور چلتے وقت تاکید کی۔ کہ اگر کسی قسم کا خطرہ یا ہنگامہ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دی جاوے۔ میں کافی انتظام کرونگا۔ اور جس دن حضرت مرزا صاحب کا لکچر ہو۔ اُسدن خصوصیت سے مجھے بھی خبر کی جاوے۔ تاکہ شامل جلسہ ہوں۔

ناظرین اس خبر کو سن کر متعجب ہونگے۔ کہ ان دنوں میں بھی قتل کی دہمکیاں متواتر طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتی رہیں۔ یہ بذریعہ کارڈوں کے ڈاک خانوں کے واسطہ سے پونہچتی تہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ دراصل ان خطوط کا لکھنے والا کون تہا۔ آیا کوئی ہندو تہا۔ یا آریہ یا مسلمان۔ یا عیسائی۔ بہرحال کوئی نہ کوئی ناعاقبت اندیش ضرور تہا۔ جوکہ کارڈ پر اس قسم کے مضمون لکھ کر حضرت مرزا صاحب کے پتہ پر ڈالدیتا۔ ۳۰ تاریخ کو ایک کارڈ ہماری نظر سے بھی گذرا۔ جس کا مضمون تہا۔

"پرمیشر کا احسان کہ میری محنت ٹہکانے لگی۔ یعنے جب دوسرا خط لکہا۔ . . . . اس روز تو نے چوری چوری لکچر کیا۔ خیر اب ۳۰ تاریخ کو اپنے بال بچوں سے ملکر آنا۔ میں پنڈت لیکہرام مرحوم شہید کا انتقام لونگا

ضروری نوٹ ۲۰ اگست کا اخبار شائع کرنے کے بعد میرا یہ خیال تہا کہ اب کمی پوری ہوجاویگی۔ پہر لاہور کی جلسہ کی شراکت اور کارخانہ کے اسی وجہ سے بند رہنے اور آمد کے سلسلہ میں فرق آجانے کی وجہ سے پہر اخبار ایک ماہ پیچھے جا پڑا ہے اور ایسے نقصان کی حالت کو مدنظر رکھکر یہی مناسب معلوم ہوا ہے

اس روز ایک لاش منڈوا لیں ہو گی۔ لاہور کیا۔ کل جہان کو دیکھیگا۔ کفن لیکر آنا۔ اگر تو نہ آیا۔ تو یاد رکھ۔ جس نے تیری جگہ پڑھا۔ اس پر بھی ہاتھ صاف ہوگا مختصر ہے۔ جسقدر چاہے۔ مفصل سمجھے۔ میں اپنے گھر سے رخصت ہو کر آیا ہوں۔ تجھے خبر کرکے شیروں کی طرح ماروں گا۔ بشن داس"

مگر نادان نویسندہ کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ وہ مرد جو کہ شیر بنکر دنیا میں آیا ہے۔ کیا ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے تین دن بلا ناغہ سے تشریف لاکر عام پبلک میں لکچر دیا۔ اور پھر ۳ ستمبر کو آپ خاص کر گاہ میں ہی تشریف لے گئے۔ چونکہ خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک شریر کی شرارت اور گزند سے محفوظ رکھیگا۔ اور آپ اپنی طبعی وفات سے فوت ہونگے۔ اس لیے کسی کی مجال نہیں۔ کہ آپ کا بال تک بھی بیکا کر سکے۔ اور یہ پیشگوئی جو خدا کیطرف سے ہے۔ اس امر کی متقاضی تھی۔ کہ اس قسم کی دہمکیاں دی جاویں۔

وسعت اخلاق اور رحم علی خلق اللہ

۲۸ اگست کی صبح کو یکشنبہ کے روز جب آپ تشریف لائے اور ایک تقریر فرمائی۔ تو قریب ایک صد آدمیوں کے بیعت میں داخل ہوئے۔ چونکہ ہجوم کثرت تھا۔ اور فرداً فرداً بیعت لینے میں وقت بہت خرچ ہوتا تھا۔ اس لئے پگڑیاں بھی ڈالدی گئیں۔ جن کو لوگوں نے پکڑ لیا۔ اور سب نے کلمات بیعت کی تکرار کرکے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا ظاہری الفاظ پر عمل کر دیا۔ علاوہ اسکے ان کے دونوں میں بھی لوگ جوق در جوق آکر بیعت کرتے رہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ قریب چار پانسو آدمیوں کے داخل بیعت ہوئے۔ لاہور کے ایک شقی گروہ ممبرون نے جو کہ علانیہ لوگوں کو دیدار اور ملاقات سے روکتے تھے۔ اور اسے بدعت معصیت اور گناہ کبیرہ بتلا بتلا کر شمولیت وعظ وغیرہ سے بھی لوگوں کو باز رکھتے تھے۔ پوچھنا چاہیے۔ کہ آخر ان کی کوشش کس کام آئی۔ سوائے اس کے کہ انہی کی جمعیت میں سے ایک کثیر تعداد ہماری طرف آگئی۔ ان کو کیا نتیجہ حاصل ہوا۔

بیعت کے بعد جماعت کے لوگ مصافحہ کے لئے امنڈ پڑے۔ چونکہ ایسے انبوہ میں دوست دشمن کی تمیز ہونی مشکل تھی۔ اس لئے چند جان نثاروں نے پولیس کو ایما کیا۔ کہ سختی سے لوگوں کو پراگندہ کر دیا جاوے۔ اور خود ایک حلقہ باندھ کر اس روحانی گروہ کے سالار قافلہ کے گرد کھڑے ہوگئے۔ کہ کوئی گزند کسی قسم کا نہ پہنچے لوگوں سے درشتی ہوتی دیکھ کر آخر کار بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور غمگسار مرسل من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ بعض پر سختی کر رہے ہیں۔ جو کہ ہمیں پسند نہیں۔ اس لئے ان کو اور پولیس کو منع کر دیا جاوے۔ کہ درشتی سے پیش آویں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہ۔ کا الہام جو ہوا تھا۔ وہ آج ہی کے روز کے لیے ہے۔ کہ جو لوگ ہم سے ملنا چاہتے ہیں ان کو سختی سے روکا جاتا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی کو روکا نہ جاوے۔ اور سب کو اجازت دی جاوے۔ کہ وہ ملاقات کریں۔ اس ارشاد پر چند مخلصین نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر دو رویہ ایک گلی سی بنا دی۔ اور یہ انتظام کیا۔ کہ ایک ایک شخص جاوے۔ اور مصافحہ اور ملاقات کرکے واپس آجاوے۔ چنانچہ یہ بازار ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر تک رہا۔ اور ہر ایک شخص نے من بھاتی مراد پائی یہ ہے وسعت اخلاق کی۔ جو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برتنی چاہیے۔

متفرق اوقات پر جو خاص لوگ آتے تھے بشرط فرصت ان کو حضرت اقدس ملاقات کے لئے بالاخانہ پر بلا لیتے تھے۔

آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کچھ سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی مضمون یا کتاب تصنیف کرنی ہو تو ضرور کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان ایام میں بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ مضمون جو کہ پڑھا جانا تھا۔ اس کی تاریخ قریب آگئی۔ اور صرف دو تین دن باقی رہ گئے تھے کہ آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک تو لاہور کے لوگوں کی درخواست ملاقات سے فرصت نہ تھی دوسرے یہ عارضہ چشم اس لیئے آپ نے حکم دیا کہ دو دن تک نہ کوئی شخص ہماری ملاقات کو آوے۔ اور نہ کوئی رقعہ کسی قسم کا اوپر پہنچے۔ حتے کہ نوکروں کو بھی بالاخانہ پر آنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اور اسی بیماری کی حالت میں مضمون کا وہ جام تیار کیا گیا جس میں نوع انسان کی نجات کا شربت لبریز تھا۔ اور ایک ایک نقطہ سے وہ درد دل ٹپکتا تھا۔ جو ایک مادر مہربان کے دل میں اپنی حقیقی اولاد کو دکھ کا نشانہ ہوتے ہوئے ملاحظہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کی مجلس

حکیم نورالدین صاحب کی نشست اس وسیع عمارت میں تھی جو کہ میاں چراغ الدین صاحب کی ملکیت اور مبارک منزل کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس میں میاں صاحب کے فرزند رشید حکیم محمد حسین صاحب احمدی اینڈ برادرز کا طبی کارخانہ مرہم عیسیٰ کے نام سے قائم ہے۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور بعد ازاں اسی مرہم کے ذریعہ سے جیسے کہ طبی کتابوں اور تواریخ سے ثابت ہے۔ صلیبی زخموں سے شفا پاکر اور ایک عرصہ زندہ رہ کر پھر طبعی موت سے مرنے کی ایک عظیم الشان یادگار ہے جہاں پر یہ مرہم خصوصیت سے بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا طیار ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے نسخہ جات بھی عجیب وغریب طیار ہو کر مشتہر ہوتے رہتے ہیں۔ احمدی احباب کو علاج معالجہ کے لئے خصوصیت سے اس کارخانہ کیطرف توجہ رکھنی چاہیئے۔ اور خود مالکان کو دواؤں کی قیمتوں میں رعایت۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض جوق در جوق حکیم نورالدین صاحب کے گرد بیٹھے رہتے روحانی مریض تو اعتراضات اور شکوک جو مذہب کے متعلق ہوتے۔ عرض کرنے اور جسمانی بیمار اپنے اپنے مرض کے نسخہ جات لیتے۔ صبح سے لے کر عشا کے وقت تک یہ جمگھٹا اسی طرح رہتا۔ اور لوگ حکیم صاحب کی نشست کے اس عزم اور استقلال پر عش عش کرتے۔ چند ایک آریہ صاحبان آکر مسئلہ تناسخ پر مباحثہ کرتے رہے۔ جسے ہم انشاءاللہ تعالیٰ کسی آئندہ نمبر میں درج کریں گے۔ انہی ایام میں میاں محمد چٹو صاحب مرید چکڑالوی کو اپنے عقاید کی شہرت کا عمدہ موقعہ ملا۔ ابتدائی چند ایام میں ان کا یہ شیوہ رہا کہ علی الصبح حضرت حکیم صاحب کی مجلس میں آجاتے۔ اور کہی کئی گھنٹہ تک بیٹھ کر اذکار سنتے۔ اس اثنا میں ان کو ایسے موقعہ بھی ملجاتے۔ کہ نووارد لوگوں کو اپنے خیال اور اعتقاد سے واقف کریں۔ لیکن دال نہ گلی۔ اور آخر کو جب دیکھا۔ کہ کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ تو آنا چھوڑ دیا۔ مگر ان کے آنے سے ایک عجیب شہادت ہمیں اپنے دوست احمدی گوجراتی کے ذریعہ سے یہ ملی۔ کہ محمد چٹو صاحب نے ۲۰ اگست کو لوگوں کے سامنے یہ بیان کیا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے کہا تھا۔ کہ مرزا صاحب کی بیعت کر لو کیونکہ اس کے بغیر نجات نہیں۔ یہ کلمات ہم نے اپنے کانوں تو نہیں سنے۔ صرف روائتیاً یہاں درج کئے گئے ہیں اور چند ایک باتیں اور نکات جو انکے مشن کے متعلق ہوئیں۔ اُسے بھی ہم انشاءاللہ کسی آئندہ نمبر میں درج کریں گے۔

چونکہ عام طور پر یہ مشہور تھا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا قیام ۱۲ ستمبر تک لاہور میں ہے۔ اس لئے حضرت حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کی رائے یہ تھی۔ کہ اب سفر کے قیاس پر نماز قصر اور جمع کرکے ادا نہ کیجاوے۔ بلکہ پوری نماز اپنے اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔ اور بعض دیگر اصحاب کا خیال تھا۔ کہ جب تک ۱۵ دن کا قیام نہ ہو۔ تب تک سفر ہی شمار ہوگا اور قصر نماز جمع کرکے ادا ہوگی۔ آخر کار اس امر کے فیصلہ کیلئے

حضرت امام الزمان کیطرف رجوع کیا گیا۔ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک رقعہ بدین مضمون حضور کی خدمت والا میں تحریر کیا۔

آقای صلوٰۃ اللہ علیک وسلامہ

امام بخاری کے اجتہاد کیموافق پہلے ہم قصر کرتے ہیں کہ جب تک ہمیں یہ یقین نہ ہوجاوے۔ کہ تین روز سے زیادہ ہمارا قیام ہوگا۔ اب لاہور میں قریب اس روز تک قیام ہے جناب کیا فرماتے ہیں۔ خاکسار عبد الکریم

اس کا جواب حضرت اقدس کیطرف سے آیا وہ یہ ہے

دراصل قیام کا ارادہ کوئی مستقل نہیں ہے۔ صرف ظنی ..... ہے۔ ہم بغیر کسی کام کے تفریح خاطر کے لئے آئے ہیں شدت گرمی۔ یا اور وجوہ کے باعث۔ یا ارادہ بدلنے کے باعث ہم کوچ کرنے کو طیار ہیں۔ آئندہ آپ کا اختیار ہے۔ ہمارا کوئی مستقل اور یقینی ارادہ نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

لاہور کے ہمعصر

اس واقعہ کا بیان کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے قیام میں لاہور کے بعض ایڈیٹران اخبار نے کیا حصہ لیا۔ کل ایڈیٹروں سے تو ہمارا تعارف اور روشناسائی ہے نہیں۔ ہاں دو صاحب اکثر احمدی محفلوں میں نظر آتے تھے۔ اور انہی کے متعلق ہم یہان ریمارک کرینگے

ایک تو پیسہ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ جن کی نسبت ایک ہمارے معزز اور محترم دوست کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جب ان پر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کا اخبار ہر ایک فرقہ اور مذہب اور ملت سے مضامین لیتا ہے۔ اور اسے بذات خود کسی کے اعتقاد سے کوئی تعلق نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ پر ہمیشہ مخالفانہ ہی ریمارک نکلتے ہیں۔ اس کا جواب ایڈیٹر صاحب نے یہ دیا۔ کہ میں سوچ کر بتلاؤں گا۔ ہمارے محترم دوست نے فرمایا۔ کہ سوچ کے جو جواب دیا جاتا ہے۔ وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ اور ایک موقعہ پر ہمنے خود ان ایڈیٹر صاحب لپنے محترم دوست سے یہ کہتے سنا۔ کہ شروع ہی سے پیسہ اخبار کی پالیسی کچھ ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ سمجھ نہیں آتی۔ اب میں کوشش کروں گا۔ کہ ایسے نقص رفع ہو جاویں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس کے بعد روزانہ کو پیسہ اخبار کے کالموں میں حضرت مرزا صاحب کے ایک خادم کی قلم کے مضامین نکلتے رہے۔ اگرچہ ان کے عنوان پر ایڈیٹر صاحب کا عناد اور ظرف قلب کی تنگی ٹپک رہی تھی اور ممکن ہے۔ کہ جن اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کا تذکرہ ہم نے کیا ہے۔ ان کو عنوانی مضامین سے اتفاق رائے نہ بھی ہو۔ تو بھی ہم ان کی اس امر کی تعریف کرتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ اُسے ایک حد تک نبھا دیا بشرطیکہ آئندہ بھی پیسہ اخبار کا یہی مسلک رہے۔ اگرچہ ہمیں یہ امید نہیں۔ کیونکہ ظلمت کو جو مخالفت نور سے ہے۔ وہ کبھی ہٹ نہیں سکتی۔

دوسرے ایڈیٹر صاحب ہمارے مشفق میان فوق ایڈیٹر پنجہ فولاد تھے۔ جو کہ بعض اوقات ناظرون میں دیکھے جاتے تھے۔ اور جنہوں نے ۲۸ اگست کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود کی آمد پر ایک لیڈر بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کو جنون تو نہیں" لکھا۔ اس میں کیا شک نہیں۔ کہ اس مضمون میں ایک بڑی حد تک انہوں نے راستی اور انصاف کو مدنظر رکھ کر خلاف اور بلا تحقیق واقعات کو درج نہ کیا۔ بلکہ صحیح واقعات لکھے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مجنون نہ ہونے پر جو تقریر حضرۃ حکیم نور الدین صاحب نے فرمائی تھی۔ اس کا خلاصہ بھی درج کیا۔ اور اپنی طرف سے بھی کچھ نظائر دیکر تقریر کی تائید کی۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ حق اور انصاف پروری کی داد ایک حد تک اس طرح سے بھی دی۔ کہ پیسہ اخبار جو برائے نام مولویوں کو اس لئے وقعت دیتا کہ وہ مرزا صاحب کی مخالفت اور عناد میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش چند فقرات سے کی ہے جنکو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

> جس طرح سر سید مرحوم کے پیروؤں اور عام مسلمانوں کو ان سے بعض مذہبی عقائد میں اختلاف تھا۔ اور اب تک ہے اور جنکی مخالفت آج تک جاری ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کے بعض عقائد میں بھی عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ اور بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہونا چاہیئے۔ مگر "ولی را ولی می شناسد" کے اصول کے مطابق معترض کی شان اور اس کا علمی پایہ بھی کم سے کم فریق ثانی کے مقابلہ کا تو ہو۔ جس طرح کہ بڑے آدمی چھوٹے اور کمینہ آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتے۔ یا جس طرح معزز و موقر اخبارات پر اگر کوئی ذلیل اور کم درجہ کا اخبار حملہ کر دے۔ تو وہ ہرگز اُس کا جواب نہ دیوینگے۔ اسی طرح بعض شہرت کے طالب اور بے علم مذہبی جاہلوں کو خوش کرنے کے لئے کسی بڑے آدمی کی مخالفت پر اگر کمر باندھ لیں تو ان کی ان یا وہ باتوں سے کیا ہو سکتا ہے؟
>
> ۲۶ اگست کا روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے "کہ خانقاہ شاہ محمد غوث میں ۱۲ اگست سے ہر روز رات کو مرزائے قادیان کی تردید کے لئے کئی "مولوی صاحبان" کی علمی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا۔ اگر پیسہ اخبار ان کے نام بھی شائع کر دیتا۔ کیا وہ لوگ رسول اللہ کو "رسول اللہ" "والے اللہ کو چلے یا اللہ" کہتے اور رکابی مذہب رکھتے۔ اور پرسیوں میں تبلیغ کا کام کرتے یا کر چکے ہوں۔ "مولوی صاحبان" کے معزز نام ..... جانے کے قابل ہیں۔

لیکن معلوم کہ کن وساوس اور خطرات نے ان کے قلب کو ..... ان کو آخر حصہ مضامین میں حضرت مرزا صاحب کی ذاتیات کا ذکر خصوصیت سے بلا تحقیق اصل واقعات کے اس طرح سے کرنا پڑا۔ جو ایک حقائق شناس اور دقیقہ رس انسان کی شان کے شایان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عوام کی طرف سے یہ بات لکھی ہے۔ کہ مرزا صاحب رات دن زنان خانہ میں مست اور عورتوں کے جمگھٹوں میں خوش رہتے ہیں

اور مرزا صاحب نے کل مریدوں کو اپنی عورتیں ہمراہ لانے کی تاکید کی۔ اور بعض مرید غیر حاضر۔ لیکن ان کی عورتیں موجود ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ان کے مرید کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب خاص مضمون کی طیاری کر رہے ہیں۔ یہ ریمارک میان فوق کا ہے۔ جس پر ہمیں افسوس ہے۔ کیونکہ حضرۃ مرزا صاحب کی جو تقریریں بذریعہ البدر والحکم ان کو پہنچتی ہیں۔ یا خود جو لکچر آپ کا انہوں نے لاہور میں دو مرتبہ سنا۔ ان کو دیکھکر یا سن کر یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے عزیز اوقات کا حصہ عورتوں میں گذارتے ہیں۔ اور کیا تو عورتوں میں مست رہنے والے شخص کا یہ مقصد ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دین اسلام اور قرآن شریف کے زندہ مذہب اور زندہ کتاب ہونے کا مدعی ہو۔ اور عملاً اُسے ثابت کرکے دکھلاوے۔ اور دولاکھ کے قریب انسان اس کے ہاتھ پر گناہ سے توبہ کرکے نفوس کا تزکیہ حاصل کرتا ہو۔ اس ریمارک پر ان کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ عیسائی لوگ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس قسم کے ریمارک کرتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ وجوہات بالا کو مدنظر رکھ کر ایک دور اندیش دل اور غور کن دماغ سے ایک صحیح نتیجہ نکالتے اور پھر جہان اختلاف رائے لکھا تھا۔ اپنی بھی رائے لکھ دیتے۔ اور اگر عوام کا خیال ان کے نزدیک قابل قدر تھا۔ تو کم از کم اتنی کوشش ہی ضرور کرتے کہ لاہور کی مستورات جوق در جوق آتی ہیں۔ ان کو ہی روک دیا جاوے۔ یا نہیں

سے چندایک کی شہادت سے کر لیتے خیال کی۔ اصلاح کرلی جاتی۔ اور اس سے بڑھ کر ہمیں افسوس۔ اُنکے اس شعر پر ہے۔ ؎ بک گیا ہوں جنون میں کیا کیا کچھہ کچھہ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ جو کہ مضمون کے آخر میں ہے، اگرچہ اس شعر کے رقم کرنے سے اونہوں نے فہیم لوگوں کے نزدیک اس آرٹیکل کی وقعت کو کھو دیا ہے۔ اور اپنے عزیز اوقات کو بالکل ضایع کرنے کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں تمام مضمون نا جنون کی بکواس ہوا۔ تو اس سے کوئی شخص مضمون نویس کی کسی مخالف یا موافق رائے کو وقعت نہیں دیسکتا۔ لیکن اسی مضمون میں چونکہ وہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کی تقریر پر یہ بھی ریمارک کرتے ہیں "مگر کیا مخالفین مولوی صاحب کے جواب میں دیوانہ بکار خویش ہشیار نہیں کہہ سکتے" اس لئے ہم انہی سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ جو مجنون بنے ہیں توکس ہوشیاری کو مدنظر رکھا ہے۔" اور کیا مرزا صاحب کو مجنون کہنے کا ہی تو یہ نتیجہ نہیں کہ خود کو مجنون لکھدیا! اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آیندہ ریمارکوں میں وہ اس نصیحت کو یاد رکھینگے۔ جو کہ لاہور میں حضرت مرزا صاحب نے وسعت اخلاق اور اختلاف مذاہب پر خود کھڑے ہوکر کی تھی۔ کیا لیڈر کے عنوان میں جس ٹھوکر کا ذکر یوں کیا ہے۔ ؎ افتادگی میں ہی مجھے معراج ہے نصیب۔ ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ میں۔ وہی ٹھوکر خود تو نہیں کھائی۔ کاش کہ وہی ہو۔

مسلمان ہمعصروں سے ضروری خطاب

ہمیں اپنے بعض اہل اسلام ہمعصروں پر کمال افسوس ہے کہ وہ صرف اخبار کی اشاعت پر برا اثر پڑتا ہوا دیکھہ کر یا چند ایک متمول اور ذی وجاہت لوگوں کی ناراضگی کو مدنظر رکھہ کر عمداً اظہار حق سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ غیر از اسلام لوگوں کے حالات اور تقریریں تو وہ انشراح صدر سے لکھیں لیکن حضرت مرزا صاحب کے صحیح حالات اور آپ کی تقریروں کو درج کرتے وقت ان کو موت کا سامنا ہو غضب خدا کا کہ مس اینی بسنت باوجود بت پرست ہونے کے اگر اسلام پر لکچر دے۔ یا ایک عیسائی انگریز ولایت یا امریکہ سے آیا ہوا اسلام پر تقریر کرے۔ تو اُسے فخر سے اخباروں میں لکھا جاوے۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہو کر ان کی اشاعت ہو۔ لیکن جب ایک شخص جو فدائے اسلام ہے اور کیا بہ لحاظ اپنی لیاقت کے۔ کیا بہ لحاظ وجاہت کے کیا بہ لحاظ شہرت کے اسلام کی تائید میں تصانیف کرے۔ تقریریں کرے۔ مخالف مخالفین مذاہب کو دعوت دے تو اس کے کلام سے نفرت کی جاوے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ دعوے کو چھوڑ کر کیا حضرت مرزا صاحب کی تصنیفوں اور تقریروں میں کوئی بھی بات اس قابل نہیں ہوتی کہ جس کو تم لوگ اسلام کی طرف سے فخر کے طور پر دوسرے مذاہب کے آگے پیش کرو۔ اس زمانہ میں یہ بھی ایک ظلم عظیم ہے۔ جو کہ اہل اسلام کے قومی اخباروں کے ایڈیٹروں کے ہاتھ سے ہو رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ صرف ایک مشرکانہ خیال ہے۔ جس نے ان اسلام کے نام لیوا ایڈیٹروں کو اس بابرکت کام سے روکا ہوا ہے۔ ان کے دماغ میں یہ ہے کہ چونکہ ہمارے خریداروں کا کثیر حصہ مرزا صاحب کا مخالف ہے۔ اس لئے اگر ہم ان کی کسی بات کی تائید کرینگے۔ یا ان کے مضامین درج اخبار ہونگے۔ تو لوگ مرزائی خیال کر کے اخبار کی خریداری سے دست بردار ہونگے۔ حالانکہ آج اگر ان کو معلوم ہو۔ کہ ہماری اخبار کے خریداروں کا بڑا حصہ مرزائی ہے۔ تو یہ زر پرست قوم آج ہی اپنا رُخ بدلدے۔ یہ لوگ اور دوسرے ان کے ہم خیال بالکل یخشون الناس کخشیة اللہ او اشد خشیة کے مصداق ہیں کہ وہ لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ بلکہ خدا سے بھی زیادہ ان کو تو لوگوں کا ڈر ہے۔ کاشکہ ان کو خدا پر ایمان ہوتا اور وہ اُسے اونہی قدرتوں کا صاحب خیال کرتے۔ جن کا وہ واقعی صاحب ہے۔ کہ اگر ہم اظہار حق سے اس مولا کریم کو خوش کرینگے۔ تو وہ ہر حال میں ہمارا محافظ و ناصر ہوگا۔ اور ان کو علم ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ محسنین کا اجر ضایع نہیں کرتا۔ تو وہ اس جرم کے مرتکب ہرگز نہ ہوتے۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ جس کی روح دلوں میں نفخ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن جہانتک ہمارا خیال ہے وہ وقت بھی آنیوالا ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو طوعاً کرہاً وہی بات کرنی پڑیگی۔ جو کہ ہم اب چاہتے ہیں۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ جن ایڈیٹر صاحبان کو ہماری اس رائے سے اتفاق ہے۔ وہ ضرور ہماری تائید میں قلم اوٹھائینگے۔ اور یاد رہے۔ کہ جس مسلک پر ہم نے ان کو خطاب کیا ہے۔ اس کے اختیار کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے مرید ہی ثابت ہوں بلکہ فرائض منصبی کی تکمیل اور وسعت اخلاق کا سبق ہے۔

لاہور میں دو جمعے

اس قیام میں دو جمعے ہوئے جن میں سے اول جمعہ حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب نے اور دوسرا جمعہ حضرت حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے پڑھایا۔ ۲ ستمبر کو جمعہ کی نماز طیار تھی۔ کہ اتنے میں یہ روح افزا بشارة پونچی کہ خود حضرت مسیح موعود تشریف لانے والے ہیں۔ تھوڑی سی انتظار کے بعد حضور علیہ السلام رونق افروز ہوئے حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے سورہ انا اعطینک الکوثر کی تفسیر خطبہ میں فرمائی۔ بعد ادائگی جمعہ حضرت اقدس بہ حسب درخواست خدام ایک کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور پنجابی زبان میں تقریر فرمائی۔ جس میں حضار مجلس کو موت سے خوف اور آئیندہ کی فکر گناہ سے توبہ اللہ تعالےٰ کی صفت غفاریت اور رحیمیت پر وعظ فرمایا جسے ہم انشاء اللہ دوسرے موقعہ پر ہدیہ ناظرین کرینگے۔

احمدی جماعت کے محترم اور مکرم حضرة مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی اس جمعہ میں شریک تھے ان آخری ایام میں آپ بھی تشریف لے آئے تھے۔

(باقی آئیندہ)

قادیان اور سلسلہ احمدیہ کی خبریں

—— ۵ ستمبر کو قادیان میں عمدہ بارش ہوگئی ہے۔ اگرچہ وہ کافی نہیں کہی جاتی۔

—— حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب حسب الارشاد حضرة اقدس ایک ہفتہ سے زیادہ ہوا کہ گورداسپور تشریف لیگئے۔ آپکی عدم موجودگی میں چھوٹا لڑکا عبدالقیوم سخت بیمار ہوگیا۔ اس وجہ اپنے اہل وعیال کو اپنے وہیں طلب کر لیا ہے

—— سنا گیا ہے۔ کہ خود حکیم نورالدین صاحب گورداسپور میں علیل ہوگئے۔ مگر اب آرام ہے

—— حضرت مولانا عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لیگئے

—— مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی جلسہ لاہور کے اختتام کے بعد سے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور ایسے وقت میں ان کی موجودگی غنیمت ہے

وفات۔ سید میر گلشاہ صاحب احمدی جو سید حیات علی شاہ صاحب احمدی کے برادر عزیز تھے۔ افسوس کہ ۱۸ اگست کو بعارضہ دق وسل فوت ہوگئے۔ ان کے بھائی حیات علی شاہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ کی درخواست احمدی جماعت سے کرتے ہیں۔ مرحوم ایک جوشیلا احمدی نوجوان تھا۔ خدا غریق رحمت کرے۔

—— ۱۶ ستمبر کو قادیان میں ایک غیر احمدی نوجوان ۲ گھنٹہ کے اندر اندر بیمار ہوکر مر گیا۔ باہر سے اچھا بھلا آیا تھا چھاتی سے خون آیا۔ یہی موت کا باعث ہے۔

—— مقدمہ گورداسپور میں صفائی کے گواہ حضرة اقدس

انوار السلام پریس قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل چھپکر شایع ہوا۔